روشن احکام کہ زکام سے وضو نہیں
لمع الاحکام ان لاوضوء من الزکام
۱۳۲۴ھ
تصنیف لطیف:۔ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام

۲۲ ۱۳

(روشن احکام کہ زکام سے وضو نہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ غرہ ذی القعدہ ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکام جاری ہونے سے وضو جاتا ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان کیجئے اجر لیجئے۔ ت)

الجواب

الحمد للہ الذی حمدہ نور و ذکرہ طھور والصلوٰۃ والسلام علٰی سید کل طیب طاھر و اٰلہ وصحبہ الاطائب الاطاھر۔

تمام تعریف خدا کے لئے، جس کی حمد نور ہے اور جس کا ذکر طہور ہے اور درود و سلام ہو ہر طیب و طاہر کے سردار اور ان کی اطیب و اطہر آل و اصحاب پر۔ (ت)

زکام کتنا ہی جاری ہو اس سے وضو نہیں جاتا کہ محض بلغمی رطوبات طاہرہ ہیں جن میں آمیزش

ف: مسئلہ زکام کتنا ہی بہے وضو نہیں جاتا۔

خون یا ریم کا اصلاً احتمال نہیں ۔

اقول[۹۵] ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ بلغم کی قے کسی قدر کثیر ہو ، ناقضِ وضو نہیں ــــ

درمختار میں ہے :

لاینقضہ قیئ من بلغم علی المعتمد اصلا[۱]

قولِ معتمد کی بنیاد پر بلغم کی قے اصلاً ناقضِ وضو نہیں ۔ (ت)

حاشیۂ علامہ طحطاوی میں ہے :

شامل للنازل من الرأس والصاعد من الجوف وقولہ علی المعتمد راجع الی الثانی لان الاول باتفاق علی الصحیح[۲]

یہ حکم سر سے اُترنے والے اور معدہ سے چڑھنے والے دونوں قسم کے بلغم کو شامل ہے ــ اور ان کا قول "علی المعتمد" (قولِ معتمد کی بنیاد پر) دوم (معدہ والے) کی طرف راجع ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ اول میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم بالاتفاق ہے ۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

اصلا ای سواء کان صاعدا من الجوف او نازلا من الرأس ح خلافا لابی یوسف فی الصاعد من الجوف الیہ اشار بقولہ علی المعتمد ولو اخرہ لکان اولی[۳] اھ ای لان تقدیمہ یوھم ان فی عدم النقض بالبلغم خلافا مطلقا ولیس کذلک فی الصحیح۔

"اصلاً" یعنی معدہ سے چڑھنے والا ہو یا سر سے اُترنے والا ــ ح ــ اور معدہ سے چڑھنے والے میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے ۔ اس کی طرف لفظ "علی المعتمد" سے اشارہ کیا ، اگر اسے "اصلاً" کے بعد رکھتے تو بہتر تھا اھ ۔ یعنی اس لئے کہ اسے پہلے رکھ دینے سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بلغم سے وضو نہ ٹوٹنے میں مطلقاً اختلاف ہے حالاں کہ بر قولِ صحیح ایسا نہیں ہے ۔ (ت)

ف : مسئلہ بلغم کی قے کتنی ہی کثیر ہو وضو نہ جائے گا ۔

---

[۱] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶

[۲] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار 〃 المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۷۹

[۳] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب فی نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۴

نورالایضاح ومراقی الفلاح میں ہے :

عشرۃ اشیاء لاتنقض الوضوء منہا قئ بلغم ولوکان کثیرا لعدم تخلل النجاسۃ فیہ وھو طاھر[1]

دس چیزیں ناقضِ وضو نہیں ہیں ان میں سے ایک بلغم کی قے ہے اگرچہ زیادہ ہو، اس لئے کہ نجاست اس کے اندر نہیں جاتی اور وہ خود پاک ہے۔ (ت)

یہ تصریحات جلیلہ ہیں کہ بلغم جو دماغ سے اُترے بالاجماع ناقضِ وضو نہیں، اور ظاہر ہے کہ زکام کی رطوبتیں دماغ ہی سے نازل ہیں تو اُن سے نقضِ وضو کسی کا قول نہیں ہوسکتا، حکمِ مسئلہ تو اسی قدر سے واضح ہے مگر یہاں علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایک شبہہ عارض ہوا جس کا منشا یہ کہ ہمارے علما نے فرمایا: جو سائل چیز[ف1] بدن سے بوجہ علت خارج ہو ناقضِ وضو ہے مثلاً آنکھیں دُکھتی ہیں یا جسے ڈھلکے کا عارضہ ہو یا آنکھ، کان، ناف وغیرہا میں دانہ یا ناسُور یا کوئی مرض ہو ان وجوہ سے جو آنسو، پانی بہے وضو کا ناقض ہوگا۔ درمختار باب الحیض میں ہے :

صاحب عذر من بہ سلس بول او استحاضۃ او بعینہ رمد او عمش او غرب وکذا کل مایخرج بوجع ولو من اذن او ثدی او سرۃ۔[2]

عذر والا وہ ہے جسے بار بار پیشاب کا قطرہ آتا ہو یا استحاضہ ہو یا آنکھ میں رمد یا عمش یا غرب ہو (آشوب یا چندھاپن یا کوئی پھنسی ہو) اور اسی طرح ہر وہ چیز جو کسی بیماری کی وجہ سے نکلے اگرچہ کان یا پستان یا ناف سے ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

قولہ رمد ای ویسیل منہ

قولہ "آشوب ہو" یعنی اس سے پانی بھی

ف1 : معروضۃ علی العلامۃ ط۔

ف2 : مسئلہ آنکھیں دُکھنے یا ڈھلکے میں جو آنسو بہے یا آنکھ، کان، چھاتی، ناف وغیرہ سے دانے، ناسُور خواہ کسی مرض کے سبب پانی بہے وضو جاتا رہے گا۔

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الطہارۃ فصل عشرۃ اشیاء لاتنقض الوضوء دارالکتب العلمیہ بیروت ص۹۳ و ۹۴

[2] الدرالمختار باب الحیض مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۳

الدمع قوله عمش ضعف الرؤية مع سيلان الدمع فی اکثر الاوقات، قوله غرب، قال المطرزی ھو عرق فی مجری الدمع یسقی فلا ینقطع مثل الباسور وعن الاصمعی بعینه غرب اذا کانت تسیل ولا تنقطع دموعھا و الغرب بالتحریك ورم فی الماٰق[1] اھ۔

بہتا ہو ۔ قولہ عمش یعنی اکثر اوقات پانی بہنے کے ساتھ، بصارت کی کمزوری ہو ۔ قولہ غرب ۔ مطرزی نے کہا: یہ آنسو بہنے کی ایک رگ ہوتی ہے جو بہنے لگتی ہے تو بند نہیں ہوتی جیسے بواسیر ۔ اصمعی سے منقول ہے: "بعینہ غرب" اس وقت بولتے ہیں جب آنکھ بہتی رہتی ہو اور اس کے ساتھ آنسو تھمتے نہ ہوں ۔ اور غَرَب ۔ را پر حرکت کے ساتھ ۔ آنکھ کے کویوں میں ایک ورم ہوتا ہے۔ (ت)

اس پر علامہ طحطاوی نے فرمایا،

ظاھرہ یعم الانف اذا زکم[2]۔

یعنی ظاہرًا یہ مسئلہ ناک کو بھی شامل ہے جب زکام ہو۔

علامہ شامی نے اس پر اعتراض کیا کہ ہمارے علما تصریح فرماچکے ہیں[ف1] کہ سوتے آدمی کے منہ سے جو رال بہے اگرچہ پیٹ سے آئے اگرچہ بدبودار ہو پاک ہے، قولِ سید طحطاوی نقل کرکے فرماتے ہیں:

لکن صرحوا بان ماء فم النائم طاھر ولومنتنا فتأمل[3]۔

لیکن علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ سونے والے کے منہ کی رال اگرچہ بدبودار ہے، پاک ہے۔ تو تأمل کرو۔ (ت)

اقول[۶۹] علامہ طحطاوی کی طرف سے اس پر دو شبہے وارد ہوسکتے ہیں:

اول[ف2] کلام اس پانی میں ہے کہ مرض سے بہے اور سوتے میں رال نکلنا مرض نہیں، نہ اس کی

ف1: مسئلہ سوتے میں جو رال بہے اگرچہ پیٹ سے آئے اگرچہ بدبودار ہو پاک ہے۔

ف2: معروضۃ[۴۲] علی العلامۃ ش۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب الحیض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۰۲

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار " " المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۱۵۵

[3] ردالمحتار کتاب الطہارۃ " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۰۲

بُو دلیل علت ہے، جیسے آخر روز میں بُوئے دہانِ صائم کا تغیر۔

دوم[ف۱] عوارض مکلف میں ادھر سے کلیہ ہے کہ جو حدث[ف۲] نہیں نجس نہیں اور اس کا عکس کلی نہیں کہ جو نجس نہ ہو حدث بھی نہ ہو، نیند جنون بیہوشی کو نجس نہیں کہہ سکتے اور ناقض وضو ہیں، اور سب سے بہتر مثال ریح[ف۳] ہے کہ صحیح و معتمد مذہب پر طاہر ہے اور بالاجماع حدث ہے تو آب دہانِ نائم کی طہارت سے استدلال جائے مجال مقال ہوگا۔ درمختار میں ہے:

کل مالیس بحدث لیس بنجس وھو الصحیح[1]

ہر وہ جو حدث نہیں، نجس بھی نہیں۔ یہی صحیح ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں درایہ سے ہے:

انھا لاتنعکس فلا یقال مالا یکون نجسا لایکون حدثا لان النوم و الجنون والاغماء وغیرھا حدث و لیست بنجسۃ[2]

اس کلیہ کا عکس نہ ہوگا تو یہ نہ کہا جائے گا کہ جو نجس نہ ہوگا وہ حدث بھی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ نیند، جنون، بیہوشی وغیرہا حدث ہیں اور نجس نہیں۔ (ت)

حاشیہ طحطاویہ میں ہے:

یلزم من انتفاء کونہ حدثا انتفاء کونہ نجسا ولا ینعکس فلا یقال مالا یکون نجسا لایکون حدثا فان النوم و الاغماء والریح لیست بنجسۃ وھی احداث[3] اھ

حدث نہ ہونے کو نجس نہ ہونا لازم ہے اور اس کے برعکس نہیں۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو نجس نہ ہوگا وہ حدث بھی نہ ہوگا اس لئے کہ نیند، بیہوشی اور ریح نجس نہیں اور یہ سب حدث ہیں اھ

ف۱: معروضۃ[۴۳] اخرٰی علیہ۔

ف۲: مسئلہ بدن مکلف سے جو چیز نکلے اور وضو نہ جائے وہ ناپاک نہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو ناپاک نہ ہو اس سے وضو نہ جائے۔

ف۳: مسئلہ صحیح یہ ہے کہ ریح جو انسان سے خارج ہوتی ہے پاک ہے۔

---

[1] الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶

[2] ردالمحتار ″ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۵

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۱

اقول وھٰھنا وھم عرض ف فھم القضیۃ وفھم العکس للعلامۃ الشامی فی ردالمحتار نبھت علیہ فیما علقت علیہ ولعل لنا فی اٰخر الکلام عودا الیہ۔

اقول اور یہاں قضیہ اور اس کے عکس کو سمجھنے میں علامہ شامی کو ردالمحتار میں ایک وہم درپیش ہوا ہے جس پر میں نے حاشیہ ردالمحتار میں تنبیہ کی ہے۔ اور امید ہے کہ آخر کلام میں ہم اس طرف لوٹیں گے۔ (ت)

اور اگر یہ ثابت کرلیں کہ جو ظاہر رطوبت بدن سے نکلے اگرچہ سائل ہو ناقض نہیں تو اب اس تجشم کی حاجت نہ رہے گی کہ آبِ دہانِ نائم سے استدلال کیجئے خود آبِ بینی ف کی طہارت مصرح ومنصوص ہے۔ درمختار مسائلِ قے میں ہے: المخاط کالبزاق[1] (ناک کی رینٹھ تھوک کی طرح ہے۔ ت)۔

خود علامہ طحطاوی پھر شامی فرماتے ہیں:

ومانقل عن الثانی من نجاسۃ المخاط فضعیف[2]

اور امام ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ رینٹھ نجس ہے وہ ضعیف ہے۔ (ت)

تو مسئلہ قے بلغم سے استدلال جس طرح فقیر نے کیا اسلم واحکم ہے جس میں خود علامہ طحطاوی کو اقرار ہے کہ رطوباتِ بلغمیہ جب دماغ سے اُترتی ہوں بالاجماع ناقضِ وضو نہیں۔ ثم اقول اب یہ نظر کرنی رہی کہ آیا کلیہ مذکورہ ثابت ہے کہ اگر ثابت ہو تو یہاں تک استظہار علامہ طحطاوی کے خلاف دو دلیلیں ہوجائیں گی، مسئلہ قے ومسئلہ آبِ بینی کہ فقیر نے عرض کئے اور علامہ شامی کے طور پر تین، تیسری مسئلہ آبِ دہانِ نائم کہ وہ مثلِ بزاق یعنی لعابِ دہن ہے اور لعابِ دہن وبلغم جنس واحد ہیں اور انھیں کی جنس سے آبِ بینی ہے وہی رطوبات ہیں کہ قدرے غلیظ وبستہ ہوں تو بلغم کہلائیں رقیق ہو کر منہ سے آئیں تو آبِ دہن غلیظ یا رقیق ہو کر ناک سے آئیں تو آبِ بینی۔ حلیہ میں ہے:

ف: مسئلہ صحیح یہ ہے کہ آبِ بینی پاک ہے۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶

[2] ردالمحتار " " " داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۴

حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار " المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۰

فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان ان قاء بزاقا لاینقض الوضوء بالاجماع والبزاق مالایکون متجمدا منعقدا والبلغم مایکون متجمدا منعقدا[1]۔

امام قاضی خاں کی شرح جامع صغیر میں ہے، اگر تھوک کی قے کی تو یہ بالاجماع ناقضِ وضو نہیں ــــ تھوک وہ ہے جو جما ہوا اور بستہ نہ ہو، اور بلغم وہ ہے جو جامد اور بندھا ہوا ہو۔ (ت)

ہاں کلیہ مذکورہ ضرور ثابت ہے ولہذا ایسی اشیاء میں علماء برابر ان کی طہارت سے حدث نہ ہونے پر استدلال فرماتے ہیں۔ حلیہ میں ہے:

ان کان ای القیئ بلغما لاینقض لانہ طاھر ذکرہ فی البدائع وغیرہ[1]اھ ملتقطا۔

اگر بلغم کی قے ہو تو ناقضِ وضو نہیں اس لئے کہ وہ پاک ہے، اسے بدائع وغیرہ میں ذکر کیا اھ ملتقطا۔ (ت)

اُسی میں ہے:

ثم فی البدائع و ذکر الشیخ ابو منصور ان جوابھما فی الصاعد من حواشی الحلق واطراف الرئۃ وانہ لیس بحدث بالاجماع لانہ طاھر فینظر ان لم یصعد من المعدۃ لایکون نجسا فلا یکون حدثا[3]۔

پھر بدائع میں ہے، اور شیخ ابو منصور نے ذکر کیا ہے کہ طرفین کا جواب حلق کے اطراف اور پھیپھڑے کے کناروں سے چڑھنے والے بلغم کے بارے میں ہے اور یہ کہ وہ بالاجماع حدث نہیں، اس لئے کہ وہ پاک ہے، تو دیکھا جائیگا کہ اگر وہ معدہ سے نہیں اٹھا ہے تو نجس نہ ہوگا تو حدث بھی نہ ہوگا۔ (ت)

اور اس کے نظائر کلامِ علماء میں کثیر ہیں کلیہ کی صریح تصریح لیجئے، خزانۃ المفتین میں ہے:

ف۱: مسئلہ یہ کلیہ ہے کہ جو رطوبت بدن سے بہے اگر نجس نہیں تو ناقضِ وضو بھی نہیں۔

ف۲: معروضۃ اخری علی العلامۃ۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " "

[3] " " "

الخارج من البدن علی ضربین طاھر ونجس فبخروج الطاھر لا ینتقض الطھارۃ کالدمع والعرق والبزاق والمخاط ولبن بنی اٰدم الخ۔[1]

بدن سے نکلنے والی چیز دو قسم کی ہے، پاک اور ناپاک۔ پاک کے نکلنے سے طہارت نہیں جاتی۔ جیسے آنسو، پسینہ، تھوک، رینٹھ، انسان کا دودھ الخ (ت)

الحمدللہ اس تقریرِ فقیر سے ایک تحقیق منیر ہاتھ آئی کہ قابلِ حفظ ہے **فاقول** حدث و نجس کو اگر مطلق رکھیں تو اُن میں نسبت عموم وخصوص من وجہ ہے۔[ف] نوم حدث ہے اور نجس نہیں، خمر نجس ہے اور حدث نہیں، دم فصد حدث ونجس دونوں ہے۔ اور خارج از بدن مکلف کی قید لگائیں لا من بدن الانسان فینتقض طرداوعکسا بخارج الجن والصبی (خارج از بدن انسان نہ کہیں کہ جن اور بچّہ سے خارج ہونے والی چیز کی وجہ سے کلیہ نہ جامع رہ جائے نہ مانع۔ یعنی یہ لازم آئے کہ خارج از جن کا یہ حکم نہیں اور خارج از طفل کا بھی یہ حکم ہے حالاں کہ حکم میں جن شامل ہے اور بچّہ شامل نہیں۔ ت) اور اس کے ساتھ نجس سے مراد نجس بالخروج لیں یعنی وہ چیز کہ بوجہ خروج اسے حکمِ نجاست دیا جائے اگرچہ اس سے پہلے اُسے نجس نہ کہا جاتا (جیسے[ف2] خون وغیرہ فضلات کا یہی حال ہے، پیشاب اگر پیش از خروج ناپاک ہو تو اس کی حاجت میں نماز باطل ہو۔ اور خون تو ہر وقت رگوں میں ساری ہے پھر نماز کیونکر ہوسکے) تو ان دو قیدوں کے ساتھ حدث عام مطلقا ہے یعنی بدن مکلف سے باہر آنے والا ہر نجس بالخروج حدث ہے اور ہر حدث نجس بالخروج نہیں جیسے ریح فان عینھا طاھرۃ علی الصحیح (اس لئے کہ خود ریح، بر قولِ صحیح، پاک ہے۔ ت) قضیۂ مذکورہ میں علمائے کرام نے یہی صورت مراد لی ہے ولہذا عکس کلی نہ مانا، اور اگر قیود مذکورہ کے ساتھ رطوبات کی تخصیص کرلیں تو نسبت تساوی ہے ہر رطوبت کہ بدن مکلف سے باہر آئے اگر نجس بالخروج ہے ضرور حدث ہے اور اگر حدث ہے ضرور نجس ہے تو یہاں ہر ایک کے انتفاء سے دوسرے کے انتفاء پر استدلال صحیح ہے، لہذا آب مینی کہ نجس نہیں ہرگز ناقضِ وضو نہیں ہوسکتا و باللہ

ف: حدث ونجس کی نسبتوں میں مصنف کی تحقیق منیر۔

ف2: خون پیشاب وغیرہ فضلات جب تک باہر نہ نکلیں ناپاک نہیں۔

---

[1] خزانۃ المفتین کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء قلمی ۱/۳

التوفیق اور نجس میں نجس بالخروج کی قید ہم نے اس لئے زائد کی کہ اگر یہ نہ ہو اور صرف خروج از بدن مکلف کی قید رکھیں تو اب بھی نسبت عموم من وجہ ہوگی کہ ریح حدث ہے اور نجس نہیں، اور معاذ اللہ[ف۱] اگر کسی نے شراب پی اور وہ قے ہوئی مگر تھوڑی کہ منہ بھر کر نہ تھی تو نجس ہے اور حدث نہیں یعنی وضو نہ جائے گا کہ قلیل ہے لیکن یہ اس کی نجاست اپنی ذات میں بھی خروج کے سبب عارض نہ ہوئی۔ درمختار میں ہے:

[ف۲] ماء فم المیت نجس کقیئ عین خمر او بول وان لم ینقض لقلتہ لنجاستہ بالاصالۃ لابالمجاورۃ۔[۱]	دہن میت کا پانی نجس ہے جیسے عین شراب یا پیشاب کی قے نجس ہے اگرچہ قلیل ہونے کی وجہ سے ناقض نہیں کیوں کہ اس کی نجاست اصالۃً ہے کسی نجاست سے اتصال کی وجہ سے نہیں ہے۔(ت)

اور اگر رطوبات کی بھی قید بڑھالیں تو اب نجس عام مطلقاً ہو جائے گا کہ مسئلہ ریح داخل نہ رہے گا اور مسئلہ خمر باقی ہوگا اب کہ نجس بالخروج کی قید لگائی مسئلہ خمر بھی خارج ہوگیا اور تساوی رہی۔

فان قلت ترد حینئذ مسألۃ الخمر علی الکلیۃ الثانیۃ القائلۃ ان کل حدث نجس بالخروج فانہ ان قاء الخمر ملأ الفم کان حدثا قطعا ولم یکن نجسا بالخروج فانہا نجسۃ العین۔	اگر یہ کہو کہ اس صورت میں مسئلہ شراب سے کلیہ دوم ـــ ہر حدث، نجس بالخروج ہے ـــ پر اعتراض وارد ہوگا اس لئے کہ اگر منہ بھر کر شراب کی قے کی تو وہ قطعاً محدث ہے اور نجس بالخروج نہیں کیوں کہ شراب تو نجس العین ہے۔
قلت[ف۳] لاغرو ان یکتسب النجس نجاسۃ اخری من خارج	**قلت** (میں کہوں گا) اس میں کوئی عجب نہیں کہ ایک نجس چیز اپنے باہر سے کوئی

ف۱: مسئلہ شراب کی قے بھی اگر منہ بھر نہ ہو ناقض وضو نہیں۔

ف۲: مسئلہ میت کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے ناپاک ہے۔

ف۳: نجس چیز دوبارہ نجس ہو سکتی ہے ولہذا اگر شراب پیشاب میں پڑ جائے پھر سرکہ ہو جائے پاک نہ ہوگی۔

---

[۱] الدرالمختار کتاب الطہارت مطبع مجتبائی دہلی ۲۶/۱

كخمر وقعت في بول حتى لو تخللت لم تطهر وان ابيت فليكن النجس اعم مطلقا وانتفاء العام يوجب انتفاء الخاص فبطهارة المخاط يثبت انه ليس بحدث وفيه المقصود والله تعالٰی اعلم۔

اور نجاست حاصل کرلے جیسے شراب جو پیشاب میں پڑگئی ہو، کہ اگر وہ سرکہ ہوجائے تو بھی پاک نہ ہوگی —— اور اگر اسے نہ مانو تو نجس عام مطلق ہی رہے۔ اور عام کے انتفا سے خاص کا انتفا بھی ضروری ہے تو رینٹھ کے پاک ہونے سے یہ ثابت ہوجائے گا کہ وہ حدث نہیں۔ اور اسی میں مقصود ہے —— واللہ تعالٰی اعلم (ت)

ثم اقول[ف۱] حقیقتِ امر یہ ہے کہ درد و مرض سے جو کچھ بہے اُسے ناقض ماننا اس بنا[ف۲] پر ہے کہ اس میں آمیزشِ خون وغیرہ نجاسات کا ظن ہے خود محررِ مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کلام مبارک میں اس کی تصریح ہے اور وہی ان فروع کا ماخذ صریح ہے تو زکام اس کے تحت میں آہی نہیں سکتا۔ منیہ میں ہے:

عن محمد اذا كان في عينه رمد ويسيل الدموع منها امره بالوضوء لانی اخاف ان يكون ما يسيل عنه صديدا[۱]

امام محمد سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں، جب آنکھ میں آشوب ہو اور اس سے آنسو بہتا ہو تو میں وضو کا حکم دُوں گا اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے بہنے والا آنسو صدید (زخم کا پانی) ہو۔ (ت)

حلیہ میں ہے، كذا ذكره بنحوه عنه هشام[۲] (اسی کے ہم معنی امام محمد سے روایت کرتے ہوئے ہشام نے نوادر میں ذکر کیا ہے۔ ت)۔

ف۱: معروضة ثالثة على العلامة ط۔

ف۲: مسئلہ تحقیق یہ ہے کہ درد و مرض سے جو کچھ بہے اُس وقت ناقض ہے کہ اُس میں آمیزشِ خون وغیرہ نجاسات کا احتمال ہو۔

---

[۱] منیۃ المصلی بیان نواقض الوضوء مکتبہ قادریہ لاہور ص ۹۱

[۲] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

غنیہ میں ہے :

لافرق فی ذٰلک بین العین وغیرھا بل کل مایخرج من علۃ من ای موضع کان کالاذن والثدی والسرۃ ونحوھا فانہ ناقض علی الاصح لانہ صدید[1]

اس بارے میں آنکھ اور آنکھ کے علاوہ میں کوئی فرق نہیں بلکہ جو بھی کسی بیماری کی وجہ سے خارج ہو، کان، پستان، ناف وغیرہا جس جگہ سے بھی ہو وہ اصح قول پر ناقض ہے اس لئے کہ وہ زخم کا پانی ہے۔ (ت)

اسی میں مثل فتح القدیر تجنیس امام برہان الدین صاحبِ ہدایہ سے ہے :

لوخرج من سرتہ ماء اصفر وسال نقض لانہ دم قد نضج فاصفر وصار رقیقا[2]

اگر ناف سے زرد پانی نکل کر بہے تو وضو جاتا رہے گا اس لئے کہ وہ خون ہے جو پک کر زرد اور رقیق ہوگیا۔ (ت)

کافی میں ہے :

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی [2] اذاخرج (ای من النفطۃ) ماء صاف لاینقض وفی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان قال الحسن بن زیاد الماء بمنزلۃ العرق والدمع فلایکون نجسا وخروجہ لایوجب انتقاض الطھارۃ والصحیح ماقلنا لانہ دم رقیق لم یتم نضجہ فیصیر لونہ لون الماء

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت ہے کہ اگر آبلہ سے صاف پانی نکلے تو وہ ناقض نہیں۔ اور قاضی خاں کی شرح جامع صغیر میں ہے کہ حسن بن زیاد نے کہا : یہ پانی پسینہ اور آنسو کی طرح ہے تو وہ نجس نہ ہوگا اور اس کے نکلنے سے طہارت نہ جائے گی۔ اور صحیح وہ ہے جو ہم نے کہا اس لئے کہ وہ رقیق خون ہے جو پورا پکا نہیں تو وہ پانی کے رنگ کا ہوجاتا ہے۔

ف۱ : مسئلہ ناف سے زرد پانی بہہ کر نکلے وضو جاتا رہے۔
ف۲ : مسئلہ دانے کا پانی اگرچہ صاف نتھرا ہو صحیح یہ ہے کہ وہ بھی ناپاک و ناقض وضو ہے۔

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۳
[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

واذا كان دما كان نجسا ناقضا للوضوء[1]

اور جب وہ خون ہے تو نجس اور ناقضِ وضو ہوگا۔ (ت)

بحر میں ہے:

لو كان في عينيه رمد يسيل دمعها يؤمر بالوضوء لكل وقت لاحتمال ان يكون صديدا[2]

اگر آنکھوں میں آشوب ہو کہ برابر آنسو بہتا رہتا ہے تو ہر وقت کے لئے وضو کا حکم ہوگا اس لئے کہ ہوسکتا ہے وہ زخم کا پانی ہو۔ (ت)

تبیین الحقائق میں ہے:

لو كان بعينيه رمد او عمش يسيل منهما الدموع قالوا يؤمر بالوضوء لوقت كل صلوٰة لاحتمال ان يكون صديدا او قيحا[3]

اگر آنکھوں میں آشوب یا عمش (چندھا پن) ہو کہ آنسو بہتے رہتے ہوں تو علماء نے فرمایا ہے کہ ہر نماز کے وقت اسے وضو کا حکم ہوگا اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ وہ زخم کا پانی یا پیپ ہو۔ (ت)

خلاصہ میں ہے:

تذكر الاحتلام ورأى بللا ان كان وديا لا يجب الغسل بلاخلاف وان كان منيا او مذيا يجب الغسل بالاجماع ولسنا نوجب الغسل بالمذی لكن المنی يرق باطالة المدة فكان مراده ما يكون صورته المذی لاحقيقة المذی وعلى هذا الاعمى ومن بعينيه رمد اذا سال الدمع ينبغی ان يتوضأ

احتلام یاد ہے اور تری دیکھی اگر وَدی ہو تو بلا اختلاف غسل واجب نہیں، اور اگر منی یا مذی ہو تو بالاجماع غسل واجب ہے اور ہم مذی سے غسل واجب نہیں کہتے لیکن منی دیر ہو جانے سے رقیق ہو جاتی ہے تو اس سے مراد وہ ہے جو مذی کی صورت میں ہو، حقیقت مذی مراد نہیں اور اسی بنیاد پر نابینا اور آشوب چشم والے کی آنکھ سے جب آنسو بہتا ہو تو اُسے ہر نماز کے وقت

ف: مسئلہ اندھے کی آنکھ سے جو پانی بہے ناپاک و ناقضِ وضو ہے۔

---

[1] الکافی شرح الوافی

[2] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۲

[3] تبیین الحقائق 〃 دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۹

لوقت کل صلوٰۃ لاحتمال خروج القیح والصدید[1]۔

کے لئے وضو کرنا چاہئے اس لئے کہ پیپ اور زخم کا پانی نکلنے کا احتمال ہے۔ (ت)

وجیز امام کردری میں ہے:

احتلم ولم یر بللا لاغسل علیہ اجماعا ولو منیا او مذیا لزم لان الغالب انہ منی رق بمضی الزمان وعن ھذا قالوا ان الاعمی اومن بہ رمد اذا سال الدمع یتوضؤ لوقت کل صلوٰۃ لاحتمال کونہ قیحا او صدیدا[2]۔

خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اس پر بالاجماع غسل نہیں، اور اگر منی یا مذی دیکھی تو لازم ہے، اس لئے کہ غالب گمان یہ ہے کہ وہ منی ہے جو وقت گزرنے سے رقیق ہوگئی، اسی وجہ سے علماء نے فرمایا کہ: نابینا اور آشوب والے کا جب آنسو برابر بہے تو وہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ وہ آنسو دراصل پیپ یا زخم کا پانی (صدید) ہو۔ (ت)

بالجملہ مجرد رطوبت کہ مرض سے سائل ہو مطلقاً فی نفسہا ہرگز ناقض نہیں بلکہ احتمال خون و ریم کے سبب۔

ولہٰذا امام ابن الہمام کی رائے اس طرف گئی کہ مسائل مذکورہ میں امام محمد کا حکم وضو استحبابی ہے اس لئے کہ خون وغیرہ ہونا محتمل ہے اور احتمال سے وضو نہیں جاتا مگر یہ کہ خبر اطبایا علامات سے ظن غالب ہو کہ یہ خون یا ریم ہے تو ضرور وجوب ہوگا۔ فتح میں قبیل فصل فی النفاس فرمایا:

فی عینہ رمد یسیل دمعہا یؤمر بالوضوء لکل وقت لاحتمال کونہ صدیدا واقول ھذا التعلیل یقتضی انہ امر استحباب فان الشک والاحتمال فی کونہ ناقضا

ایسا آشوب چشم ہو کہ برابر آنسو بہتا رہتا ہو تو ہر وقت کے لئے وضو کا حکم ہوگا اس لئے کہ صدید (زخم کا پانی) ہونے کا احتمال ہے۔ میں کہتا ہوں اس تعلیل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم استحبابی ہو اس لئے کہ اس کے ناقض ہونے

---

[1] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارات الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۳

[2] الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الفتاوی الہندیۃ کتاب الطہارۃ الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۰-۱۱

لایوجب الحکم بالنقض اذ الیقین لایزول بالشك واللّٰه اعلم، نعم اذا علم من طریق غلبة الظن باخبار الاطباء او علامات تغلب ظن المبتلی یجب[1]

میں شک واحتمال حکم نقض کا موجب نہیں اس لئے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ـــــ واللہ اعلم ـــــ ہاں وجوب اس وقت ہوگا جب غلبۂ ظن کے طور پر علم ہوجائے اطبا کے بتانے یا ایسی علامات کے ذریعہ جن سے مبتلا کو غلبۂ ظن حاصل ہو۔ (ت)

اسی طرف ان کے تلمیذ ارشد امام ابن امیر الحاج نے میل کیا اور اس کی تائید میں فرمایا:

یشھد لھذا ما فی شرح الزاھدی عقب ھذہ المسألة وعن ھشام فی جامعه ان کان قیحا فکالمستحاضة و الا فکالصحیح[2]

اس پر شاہد وہ ہے جو شرح زاہدی میں اس مسئلہ کے بعد ہے اور ہشام سے ان کی جامع میں روایت ہے کہ اگر پیپ ہو تو مستحاضہ کی طرح ہے ورنہ تندرست کی طرح ہے۔ (ت)

یونہی محقق بحر نے بحرالرائق میں کلام فتح باب وضو میں بلا عزو ذکر کیا اور مقرر رکھا اور باب الحیض میں ہو حسن[3] فرمایا، اور تحقیق یہی ہے کہ حکم استحبابی نہیں بلکہ بوجہ احتیاط ایجابی ہے مشائخ مذہب سے تصریح وجوب منقول ہے، خود فتح القدیر فصل نواقض الوضوء میں فرمایا:

ثم الجرح والنفطة وماء الثدی والسرة والاذن اذا کان لعلة سواء علی الاصح، وعلی ھذا قالوا من رمدت عینه وسال الماء منھا وجب علیه الوضوء فان استمر فلوقت کل صلٰوة، وفی التجنیس الغرب

پھر زخم و آبلہ اور پستان، ناف اور کان کا پانی جب کسی بیماری کی وجہ سے ہو تو بر قول اصح سب برابر ہیں، اسی بنیاد پر علماء نے فرمایا: جسے آشوب چشم ہو اور آنکھ سے پانی بہے تو اس پر وضو واجب ہے اگر برابر بہے تو ہر نماز کے وقت کے لئے واجب ہے۔ اور تجنیس میں ہے: آنکھ

ف: مسئلہ تحقیق یہ ہے کہ درد یا علت سے جو رطوبت بہے اس میں صرف احتمال خون وریم ہونا ہی وجوب وضو کو کافی ہے اگرچہ فتح وحلیہ میں استحباب مانا۔

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی الاستحاضہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۲۳

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[3] البحر الرائق کتاب الطہارۃ باب الحیض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۱۶

فی العین اذا سال منه ماء نقض لانه کالجرح ولیس بدمع[1] الخ۔

کی کھنسی سے جب پانی بہے تو وضو جاتا رہے گا اس لئے کہ وہ زخم کی طرح ہے آنسو نہیں ہے الخ (ت)

اور تقریر محقق[ف] علی الاطلاق کا جواب ان عبارات جلیلہ سے واضح جو ابھی خلاصہ و بزازیہ سے منقول ہوئیں کہ جس طرح احتلام یاد ہونے کی حالت میں صریح مذی کے دیکھنے سے بھی غسل بالاجماع واجب ہے حالانکہ مذی سے بالاجماع غسل واجب نہیں مگر احتیاطاً حکمِ وجوب ہوا۔ خود محقق علی الاطلاق نے فتح میں نقل فرمایا:

النوم مظنة الاحتلام فیحال به علیه ثم یحتمل انه کان منیا فرق بواسطة الهواء[2]

نیند گمانِ احتلام کی جگہ ہے تو اس تری کو اس کے حوالہ کیا جائے گا پھر یہ احتمال بھی ہے کہ وہ منی تھی جو ہوا کی وجہ سے رقیق ہوگئی۔ (ت)

اسی طرح یہاں وجود مرض مظنۂ خروج خون وریم ہے تو امر عبادات میں احتیاطاً حکم وجوب ہوا۔ منحۃ الخالق میں ہے:

قوله وهذا التعلیل یقتضی انه امر استحباب الخ رده فی النهر بان الامر للوجوب حقیقة وهذا الاحتمال راجح وبان فی فتح القدیر صرح بالوجوب وکذا فی المجتبٰی قال یجب علیه الوضوء والناس عنه غافلون[3] اھ ما فی المنحة۔

قول محقق "اس تعلیل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم استحبابی ہو" اسے نہر میں یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ امر حقیقۃً وجوب کے لئے ہے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ کہ خود فتح القدیر میں وجوب کی تصریح ہے اسی طرح مجتبٰی میں ہے کہ اس پر وضو واجب ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں اھ منحہ کی عبارت ختم ہوئی۔ (ت)

اقول[ف۲] والاولٰی ان یقول

اقول اولٰی یہ کہنا ہے کہ وجوب پر

ف۱: تطفّل۲۳ علی الفتح۔

ف۲: تطفّل۲۴ علی النهر۔

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۴

[2] ؍؍ ؍؍ فصل فی الغسل ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱/ ۵۴

[3] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۲ و ۳۳

ان الوجوب منصوص علیہ کما نقلہ فی فتح القدیر وذلك لما علمت ان المحقق انما نقلہ فی النواقض بلفظۃ قالوا وبحث بنفسہ فی الحیض ان لاوجوب مالم یغلب علی الظن بامارۃ او اخبار طبیب۔

نص موجود ہے جیسا کہ اسے فتح القدیر میں نقل کیا ہے اس لئے کہ ناظر کو معلوم ہے کہ حضرت محقق نے تصریح وجوب بلفظ قالوا (مشائخ نے فرمایا) نقل کی ہے اور باب حیض میں خود بحث کی ہے کہ جب تک کسی علامت یا طبیب کے بتانے سے غلبۂ ظن نہ حاصل ہو، وجوب نہیں۔ (ت)

اخیر میں صاحبِ بحر نے بھی کلام فتح پر استدراک فرما کر مان لیا کہ یہ حکم وجوب کے لئے ہے۔ باب الحیض میں فرمایا:

وھو حسن لکن صرح فی السراج الوھاج بانہ صاحب عذر فکان الامر للایجاب[1]۔

یہ بحث اچھی ہے لیکن سراج وہاج میں تصریح ہے کہ وہ صاحبِ عذر ہے تو امر برائے ایجاب ہے۔ (ت)

غرض فریقین تسلیم کئے ہوئے ہیں کہ مدار اس رطوبت کے خون وریم ہونے پر ہے قول تحقیق میں احتیاطاً احتمال دم پر ایجاب کیا اور خیال محقق و تلمیذ محقق میں جب تک دم کا غلبۂ ظن نہ ہو استحباب رہا۔

ولہٰذا شکِ رمد میں محقق ابن امیر الحاج نے بحثاً یہ قید بڑھائی کہ اس کا رنگ متغیر ہو جس سے احتمال خون ظاہر ہو۔ حلیہ میں فرمایا:

وعلی ھذا فما فیہ (ای فی المجتبی) ان من رمدت عینہ فسال منھا ماء بسبب رمد ینتقض وضوءہ انتھی ینبغی ان یحمل علی ما اذا کان الماء الخارج من العین متغیرا بسبب ذلك[2] اھ مختصرا۔

اس بنیاد پر کلام مجتبٰی "جس کی آنکھ میں آشوب ہو اور اس کی وجہ سے آنکھ سے پانی بہے تو وضو جاتا رہے گا" انتہٰی۔ اس صورت پر محمول ہونا چاہیے جب آنکھ سے نکلنے والا پانی اس کی وجہ سے بدلا ہوا ہو۔ اھ مختصراً۔ (ت)

اقول (ف) اور تحقیق وہی ہے کہ وجود مرض مظنۂ دم ہے اس کے ساتھ شہادت صورت کی

ف: تطفل علی الحلیۃ۔

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ باب الحیض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۱۶

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

حاجت نہیں جس طرح مسئلہ مذی میں معلوم ہوا۔

ولہذا امام برہان الدین صاحب ہدایہ نے کتاب التجنیس والمزید میں ناف سے جو پانی نکلے اس کے زرد رنگ ہونے کی شرط لگائی کہ احتمال دمویت ظاہر ہو کما قدمنا نقلہ (جیسا کہ ہم اس کی عبارت پہلے نقل کرچکے۔ت)۔

اقول: اور یہ منافی تحقیق نہیں کہ امام ممدوح کا یہاں کلام صورت وجود مرض میں نہیں اور بلا مرض بلاشبہہ حکم دمویت کے لئے شہادت صورت کی حاجت۔

ولہذا امام حسن بن زیاد نے فرمایا اور وہ ایک روایت نادرہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی ہے اور جوہرہ وینابیع وغیرہما بعض کتب میں اس پر جزم کیا اور امام حلوانی نے خارش اور آبلے والوں کے لئے اس میں وسعت بتائی کہ دانوں سے جو صاف ستھرا پانی نکلے نہ ناپاک ہے نہ ناقض وضو کہ رنگت کی صفائی احتمال خون وریم کو ضعیف کرتی ہے،

کماتقدم نقلہ وذکر الطحطاوی نفسہ فی حاشیتہ علی مراقی الفلاح مانصہ عن الحسن ان ماء النفطۃ لاینقض قال الحلوانی وفیہ توسعۃ لمن بہ جرب اوجدری اومحلہ فی الجوھرۃ عن الینابیع الماء الصافی اذاخرج من النفطۃ لاینقض (الٰی قولہ) قال العارف باللہ سیدی عبدالغنی النابلسی وینبغی ان یحکم بروایۃ عدم النقض بالصافی الذی یخرج من النفطۃ فی الحمصۃ وان مایخرج منھا

جیسا کہ اس کی نقل گزر چکی اور خود سید طحطاوی نے اپنے حاشیہ مراقی الفلاح میں یہ لکھا ہے، حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ آبلہ کا پانی ناقض وضو نہیں۔ امام حلوانی نے فرمایا، خارش، چیچک اور آبلے والوں کے لئے اس میں وسعت ہے۔ اور جوہرہ میں ینابیع سے نقل ہے کہ جب آبلے سے صاف پانی نکلے تو ناقض نہیں (الٰی قولہ) عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی نے فرمایا، کہ آلہ حمصہ میں آبلے سے نکلنے والے صاف پانی کی وجہ سے عدم نقض کی روایت پر حکم ہونا چاہئے اور یہ کہ اس سے جو نکلتا ہے وہ

ف: **مسئلہ** دانے سے جو صاف ستھرا پانی نکلے متعدد روایات میں پاک ہے اور اُس سے وضو نہیں جاتا۔ کھجلی والوں کو اس میں بہت وسعت ہے بحال ضرورت اس پر عمل کرسکتے ہیں اگرچہ قول صحیح اس کے خلاف ہے۔

لاینقض اذا کان ماء صافیا[1]۔

ناقض نہیں جب کہ صاف پانی ہو۔ (ت)

ف۱ جوہرۂ نیرہ کی عبارت یہ ہے،

العرق المدنی اذا خرج من البدن فانہ لاینقض لانہ خیط لا ماء واما الذی یسیل منہ ان کان صافیا لاینقض قال فی الینابیع الماء الصافی الخ[2]۔

عرق مدنی (نارُو کا ڈورا) بدن سے نکلے تو وضو نہ جائے گا اس لئے کہ وہ کوئی سیال چیز نہیں بلکہ ایک دھاگا ہے، اور بدن سے جو بہتا ہو اگر صاف ہے تو ناقض نہیں۔ ینابیع میں کہا: صاف پانی الخ۔ (ت)

یہاں بھی اگرچہ صحیح وہی ہے کہ صاف پانی بھی ناقض مگر نہ اس لئے کہ مطلقاً جو رطوبت مرض سے نکلے ناقض ہے بلکہ اُسی وجہ سے کہ دانوں آبلوں کے پانی میں ظن راجح یہی ہے کہ خون و ریم رقیق ہوکر پانی ہوگئے کما اسلفنا عن الامام فقیہ النفس قاضی خان (جیسا کہ امام فقیہ النفس قاضیخان سے نقل گزری۔ ت)

بالجملہ اُن کے کلمات قاطبۃً ناطق ہیں کہ حکم نقض احتمال و ظن خون و ریم کے ساتھ دائر ہے نہ کہ زکام سے ناک بہی اور وضو گیا بحران میں پسینہ آیا اور وضو گیا پستان کی قوتِ ماسکہ ضعیف ہونے سے دُودھ بہا اور وضو گیا ہرگز نہ اس کا کوئی قائل نہ قواعدِ مذہب اس پر مائل۔

اقول ان تمام دلائل قاہرہ وحل باز غ کے بعد اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو یہ استظہار آپ ہی واجب الرد تھا زکام ایک عام چیز ہے غالباً جیسے دُنیا بھی کوئی فردِ بشر جس نے چند سال عمر پائی ہو اُسے کبھی نہ کبھی اگرچہ جاڑوں ہی کی فصل میں زکام ضرور رہا ہوگا یقین عادی کی رُو سے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام

ف۱: مسئلہ بدن سے نارو کا ڈورا نکلنے سے وضو نہ جائے گا۔

ف۲: مسئلہ نارو سے رطوبت بہے تو وضو جاتا رہے اگرچہ صاف سفید پانی ہو۔

ف۳: مسئلہ بحران کے پسینہ سے وضو نہیں جاتا۔

ف۴: معروضۃ رابعۃ علی العلامۃ ط۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل نواقض الوضوء دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۸۷ و ۸۸

[2] الجوہرۃ النیرۃ کتاب الطہارۃ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۸

تابعین اعلام وائمہ عظام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو خود بھی عارض ہوا ہو ایسی عموم بلوی کی چیز میں اگر نقض وضو کا حکم ہوتا تو ایک جہان اس سے مطلع ہوتا مشہور و مستفیض حدیثوں میں اس کی تصریح آئی ہوتی، کتب ظاہر الروایۃ سے لے کر متون و شروح و فتاوی سب اس کے حکم سے مملو ہوتے نہ کہ بارہ ۱۲ سو برس کے بعد ایک مصری فاضل سید علامہ طحطاوی بعض عبارات سے اُسے بطور احتمال نکالیں اور خود بھی اُس کے اصل موضع بیان یعنی نواقضِ وضو کے ذکر تک اُس کی طرف اُن کا ذہن نہ جائے حالانکہ آب رمد وغیرہ کا مسئلہ درمختار میں وہاں بھی مذکور تھا، باب الحیض میں جاکر خیال تازہ پیدا ہوا ایسا خیال زنہار قابلِ قبول نہیں ہوسکتا تمام اصول حدیث و اصول فقہ اس پر شاہد ہیں ہاں جسے رُعاف یعنی ناک سے خون جانے کا مرض ہے اور اسی حالت میں اُسے زکام ہوا اور خون نکلنے کے غیر اوقات میں جو ریزش زکام کی آتی ہے سرخی لئے متغیر اللون آتی ہے جس سے آمیزش خون مظنون ہے تو اس صورت میں نقضِ وضو کا حکم ظاہر ہے۔

وانما شرطنا ھٰھنا تغیر اللون المذکور لان العلۃ وان کانت موجودۃ فالمخاط لایحدث منھا اعنی من الرعاف فاذا کان صافیا کان من محض الزکام واذا تغیر استند تغیرہ الی الرعاف بناء علی الظاھر وان امکن استنادہ الی اسباب اخر ھذا ما عندی وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی ورأیتنی کتبت علی ھامش نسختی الغنیۃ عند قولہ ناقض علی الاصح لانہ صدید

یہاں ہم نے رنگ مذکور کے بدلنے کی شرط رکھی اس لئے کہ بیماری اگرچہ موجود ہے مگر اس سے یعنی نکسیر سے رینٹھ نہیں آتی تو اگر وہ صاف ہے تو خالص زکام سے ہے اور رنگ بدلا ہوا ہے تو ظاہر پر بنا کرتے ہوئے اس کے تغیر کی نسبت نکسیر کی جانب ہوگی، اگرچہ دوسرے اسباب کی جانب بھی استناد ممکن ہے ـــ یہ وہ ہے جو میرے نزدیک ہے اور امید رکھتا ہوں کہ درست ہوگا اگر اللہ نے چاہا۔ اور میں نے دیکھا کہ اپنے نسخہ غنیہ کے حاشیہ پر اس کی عبارت "ناقض علی الاصح لانہ صدید" (بر قول اصح وہ ناقض ہے اس لئے کہ وہ زخم کا پانی ہے) کے

ف: مسئلہ جسے ناک سے خون جاتا ہو اسی حالت میں اُسے زکام ہو اور ریزش سرخی لئے نکلے اگرچہ اس وقت خون بہنا معلوم نہ ہو اس کی یہ ریزش بھی ناقضِ وضو ہے۔

مانصه۔

تحت میں نے یہ لکھا ہے:

قلت تعليله النقض بانه صديد يبعد استظهار الطحطاوي النقض بالزكام لكونه ماء سال من علة وتعقبه الشامي بما صرحوا بان ماء فم النائم طاهر وان كان منتنا۔

قلت صدید (زخم کا پانی) ہونے سے نقض کی تعلیل علامہ طحطاوی کے اس استظہار کو بعید قرار دیتی ہے جو زکام کے ناقض وضو ہونے سے متعلق انھوں نے لکھا ہے اس لئے کہ وہ ایک بیماری سے بہنے والا پانی ہے اور علامہ شامی نے اس پر علماء کی اس تصریح سے تعاقب کیا ہے کہ سونے والے کے منہ کا پانی پاک ہے اگرچہ بدبودار ہو۔

اقول لكن فيه ان النوم يرخي والمكث ينتن فلم يلزم كونه من علة، وانما الناقض ما منها فافهم۔

اقول لیکن اس پر یہ کلام ہے کہ نیند کی وجہ سے اعضاء ڈھیلے ہوجاتے ہیں (اس لئے منہ کا پانی باہر آجاتا ہے) اور دیر گزرنے سے بدبو پیدا ہوجاتی ہے تو یہ لازم نہ آیا کہ وہ پانی کسی بیماری کی وجہ سے نکلا ہے اور ناقض وہی ہے جو کسی بیماری سے ہو۔ تو اسے سمجھو۔

لكني **اقول** الزكام امر عام ولعله لم يكن انسان الا ابتلي به في عمره مرارا ومتيقن انه وقع في كل قرن وكل طبقة بل كل عام وفي عهد الرسالة وزمن الصحابة وايام الائمة بل لعلهم زكموا بانفسهم ايضا فلوكان ناقضا لوجب ان يشتهر حكمه ويملأ الاسماع ويعم البقاع ويتدفق منه بحار الاسفار قديما وحديثا لا ان

لکنی **اقول** (لیکن میں کہتا ہوں) زکام ایک عام چیز ہے شاید کوئی انسان ایسا نہ گزرا ہو جسے اپنی عمر میں چند بار زکام نہ ہوا ہو۔ اور یقین ہے کہ ہر قرن، ہر طبقہ بلکہ ہر سال واقع ہوا ہے اور عہد رسالت، زمانۂ صحابہ اور دور ائمہ میں بھی ہوا ہے بلکہ خود ان حضرات کو بھی زکام ہوا ہوگا اگر یہ ناقض وضو ہوتا تو ضروری تھا کہ اس کا حکم مشہور ہو، لوگوں کے کان اس سے خوب خوب آشنا ہوں کہ سارے علاقوں میں پھیل جائے اور فقہ وحدیث کی قدیم وجدید کتابیں اس کے ذکر

لایذکر فی شیئ من الکتب ویبقی موقوفا الٰی ان یستخرجہ العلامۃ الطحطاوی علی وجہ الاستظہار فی القرن الثالث عشر، وقد علمت[ف۱] ان ماکان ھذا شانہ لایقبل فیہ حدیث روی آحادا لان الاٰحادیۃ مع توفر الدواعی امارۃ الغلط۔

والذی یظنہ العبد الضعیف[ف۲] ان ماکان خروجہ معتادا و لاینقض لاینقض ایضا اذا فحش و ان عد حینئذ علۃ فیما یعد الا تری ان العرق لاینقض فاذا فحش جدا کما فی بحران المحموم او بعض الامراض لم ینقض ایضا وکذلک الدمع واللبن و الریق فکذا المخاط ومن ادل دلیل علیہ ما اجمعوا علیہ ان من قاء بلغما فان

سے لبریز ہوں ــــ نہ یہ کہ کسی کتاب میں اس کا کوئی ذکر نہ ہو اور تمام سابقہ صدیاں یوں ہی گزر جائیں یہاں تک کہ تیرھویں صدی میں علامہ طحطاوی بطور استظہار اس کا استخراج کریں، جب کہ معلوم ہے کہ جو ایسا عام معاملہ ہو اس میں بطریق آحاد روایت کی جانے والی حدیث بھی قبول نہیں کی جاتی اس لئے کہ کثرتِ اسبابِ[ف۱] دواعی کے باوجود آحاد سے مروی ہونا غلطی کی علامت ہے۔

اور بندۂ ضعیف کا خیال یہ ہے کہ جو چیز عادۃً نکلتی ہے اور ناقض نہیں ہوتی وہ بہت زیادہ نکلے تو بھی ناقض نہ ہوگی اگرچہ ایسی صورت میں اسے کسی بیماری کے دائرے میں شمار کیا جائے۔ دیکھئے پسینہ ناقضِ وضو نہیں اگر یہ بہت زیادہ آئے جیسے بخار کے بحران یا بعض امراض میں ہوتا ہے تو بھی ناقض نہیں۔ اسی طرح آنسو، دودھ، تھوک۔ تو یہی حکم ناک کی ریزش کا بھی ہوگا، اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے جس پر اجماع ہے کہ بلغم اگر سر سے آنے والا ہے تو اس

ف۱: لایقبل حدیث الاٰحاد فی موضع عموم البلوٰی فکیف برأی عالم متأخر۔

ف۲: **مسئلہ** مصنف کی تحقیق کہ جو چیز عادۃً بدن سے بہا کرتی ہو اور اس سے وضو نہ جاتا ہو جیسے آنسو، پسینہ، دودھ، بلغم، ناک کی ریزش وہ اگرچہ کتنی ہی کثرت سے نکلے ناقضِ وضو نہیں اگرچہ اس کی کثرت بجائے خود ایک مرض گنی جاتی ہو۔

نانہ لا ینقض وان ملأ الفم ومعلوم انہ لا اختلاف فی البلغم وماء الزکام فی الحقیقۃ ومایملؤ الفم کثیر فوجب عدم النقض بالزکام ھذا ماظھرلی واللہ تعالٰی اعلم[1] اھ ماکتبت علیہ ونقلتہ لما اشتمل علی بعض فوائد، واللہ سبحٰنہ ولی التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق والحمد للہ علی ماعلم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا وآلہ وسلم سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

کی قے منہ بھر کر ہو جب بھی ناقض وضو نہیں۔ اور معلوم ہے کہ در حقیقت بلغم اور آب زکام میں کوئی اختلاف نہیں اور اتنی مقدار جس سے منہ بھر جائے کثیر ہے، تو ضروری ہے کہ زکام سے بھی وضو نہ جائے۔ یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا۔ واللہ تعالٰی اعلم ــ میرا حاشیہ ختم ہوا ــ اسے اس وجہ سے میں نے نقل کر دیا کہ بعض فوائد پر مشتمل ہے۔ اور خدائے پاک ہی مالکِ توفیق ہے اور اسی کی مدد سے تحقیق کی بلندی تک رسائی ہے اور خدا ہی کا شکر ہے اس پر جو اس نے تعلیم فرمایا۔ اور ہمارے آقا اور اُن کی آل پر خدائے برتر کا درود و سلام ہو۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

---

[1] حواشی امام احمد رضا علٰی غنیۃ المستملی قلمی ص ۱۴۰ و ۱۴۱